

فرضیتِ زکوٰۃ کے لئے سرمائے کی تعریف

رفیع اللہ شہاب

مسئلہ اہم ہے لیکن بحث تشنہ اور ناتمام ہے۔ صاحبِ مضمون نے خود اہل علم کو دعوت دی ہے۔ ہماری طرف سے بھی صلائے عام ہے۔ (ایڈیٹر)

ایک پرانے رفیق نے جن کا اسلامی مشاورتی کونسل کے ایک رکن سے قریبی تعلق ہے زکوٰۃ کے بارے میں راقم سے ایک اہم سوال کیا۔ سوال کی تفصیلات سننے کے بعد راقم نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید یہ مسئلہ مشاورتی کونسل میں زیر بحث ہے یا زیر بحث آنے والا ہے۔ اس لئے راقم نے حتی المقدور اس بارے میں پورا تحقیقی مواد سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

سوال یہ تھا کہ کس قسم کے سرمائے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟ راقم نے مختصراً جواب دیا کہ نصاب پورا ہونے پر ہر قسم کے سرمائے پر۔ اس پر انہوں نے تفصیلاً بیان کیا کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس زمین، مکان یا کارخانے کی صورت میں جو سرمایہ ہے اور جو نقد سرمائے کی ہی بدلی ہوئی شکل ہے علمائے کرام اُسے زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لئے انہوں نے تین مثالیں بیان کیں۔

پہلی یہ کہ ایک شخص کے پاس سچا س ہزار روپیہ نقد ہے۔ یہ روپیہ اگر زر نقد کی صورت میں رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے لیکن اگر وہ شخص اپنے اس نقد سرمائے کے عوض کوئی رہائشی پلاٹ خرید لے تو پھر اسے زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے دیا جاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے نقد سرمائے کی تبدیلی شکل سے نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ کی کافی رقم بچا لیتا ہے بلکہ کچھ عرصے بعد اس زمین کو کئی گنا قیمت پر فروخت کر کے کافی نفع کما لیتا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ کچھ تین چار سالوں میں ایسے رہائشی قطعہات کی قیمت تین چار گنا بڑھ چکی ہے

گویا ایسا سرمایہ دار زکوٰۃ کی رقم بچالینے کے علاوہ بغیر کسی محنت کے اپنے پچاس ہزار کے لاکھ ڈیڑھ لاکھ بنالیتا ہے خیال رہے کہ یہ کام کسی محدود پیمانے پر نہیں ہو سکتا بلکہ لاکھوں آدمی جی کے پاس فاضل سرمایہ ہوتا ہے ایسی سرمایہ کاری کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ کی رقم بچا کر اپنے نقد سرمائے کی محض فوری تبدیلی سے لاکھوں روپے کمالیتے ہیں بلکہ وہ اس طرح رہائشی قطعات کے نرخ بڑھانے کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے رہائشی قطعات کے اصل ضرورت مند اپنی ناداد سی کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر اس مسئلہ کو ذرا زیادہ گہرائی میں دیکھا جائے تو ایسے حضرات ایک قسم کے سماجی جرم کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔

دوسری مثال بھی اس سے ملتی جلتی ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ نقد موجود ہے جس پر اسے ہر سال ڈھائی ہزار روپے زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی ہے۔ لیکن موجودہ دور میں جبکہ روپے کی قیمت دن بدن گرتی چلی جاتی ہے شاید ہی کوئی شخص اتنی بڑی رقم نقدی کی شکل میں رکھے چنانچہ اس رقم سے مکان خرید کر یا بنوا کر اسے کرایہ پر دے دیا جاتا ہے۔ آج کل ایک متوسط قسم کے مکان کا جس کی مالیت ایک لاکھ کے گنگ بھگ ہو، چار پانچ سو ماہوار کرایہ مل جاتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں محض اپنے سرمائے کی شکل تبدیل کر کے یہ شخص نہ صرف ڈھائی ہزار روپیہ کی زکوٰۃ بچالیتا ہے بلکہ الٹا پانچ چھ ہزار روپیہ کرایہ کی صورت میں مزید حاصل کر لیتا ہے۔ اس مثال کا اطلاق مکانات کے علاوہ ٹرکوں بسوں ٹیکسیوں اور دوسری تمام ایسی چیزوں پر ہو سکتا ہے جن میں ایک آدمی کوئی محنت کے بغیر محض سرمایہ کی شکل کی تبدیلی سے نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے بچ جاتا ہے بلکہ مکانات کے کرایوں سے بھی زیادہ نفع کمالیتا ہے۔

تیسری مثال میں صاحب سرمایہ اپنی ایک لاکھ کی نقد رقم کو زرعی زمین کی شکل کے سرمائے میں تبدیل کر لیتا ہے۔ وہ ایک طرف تو اڑھائی ہزار روپے سالانہ کی زکوٰۃ سے بچ جاتا ہے دوسری طرف اس الاضی کو جو ایک دو مرلے پر مشتمل ہوتی ہے بٹانی مسٹم کے تحت کسی مزاد کے حوالے کر دیتا ہے اور سال کے بعد اس سے اس زرعی زمین کی پیداوار کا نصف حصہ بھی وصول کر لیتا ہے۔ جو کم از کم پانچ ہزار اور دس ہزار روپے کے درمیان ہوتا ہے۔

اگر علم معاشیات کی طرف دیکھا جائے تو اس کی رو سے سرمایہ کی مذکورہ بالا بدلی ہوئی صورتیں بھی سرمایہ ہی شمار ہوتی ہیں۔ اس لئے ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی چاہئے لیکن چونکہ ہمارے علمائے کرام معاشیات کی اس اصطلاح پر غور نہیں فرماتے اس لئے سرمایہ دار حضرات ان سے اپنے مفید طلب قادی حاصل کر لیتے ہیں۔ میرے رفیق محترم نے بتایا کہ جب بعض علمائے کرام سے اس بارے میں رجوع کیا گیا تو انہوں نے بھی سرمایہ کی ان بدلی ہوئی شکلوں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دینے کی تصدیق کر دی اور ان حضرات کی جانب سے جو جوابات موصول ہوئے متھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ خود ان کے الفاظ میں کچھ یوں تھے :-

”کارخانوں اور فیکٹریوں کی مشینری یا عالی شان عمارتوں پر مولوی صاحبان جو زکوٰۃ کے وجود کا انکار کرتے ہیں تو اس کی وجہ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی واضح و اصولی ہدایات ہیں پشمیبر کا ارشاد گرامی ہے۔ بوجھ لادنے والے اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں لی جلتے والے سیلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح آب کشی، آبپاشی کرنے والے اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ بحوالہ فتح القدیر، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شخص اپنے کاروبار میں جن احوال پیداوار سے خواہ جب فور ہو، خواہ آلات و اوزار، خواہ مشین کام لیتا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں۔ (ماہنامہ بنیات، کراچی ربیع الاول ۸۶، ۱۳ ہجری صفحہ ۵۷)

ان تفصیلات کو بیان کرنے کے بعد رفیق محترم کا سوال یہ تھا کہ ہمارے ملک میں سرمایہ کی بدلی ہوئی یہ شکلیں لاکھوں کی تعداد میں ہیں جن کی مجموعی قیمت اربوں روپے بنتی ہے۔ اب اگر علم معاشیات کے اصولوں کے مطابق نقد سرمایہ کی ان بدلی ہوئی شکلوں کو بھی سرمایہ شمار کیا جائے اور ان پر زکوٰۃ عائد کی جائے تو کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے زکوٰۃ وصول ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ان تمام صورتوں کو جیسا کہ

لے یہ استدلال اور استنتاج بظاہر عجیب ہے زکوٰۃ ہمارا ایک دینی فریضہ اور اسوہ کا ایک بنیادی رکن ہے۔ اس سے متعلق کسی مسئلے پر بحث و نظر میں کتاب و سنت، فقہ اور اسلامی تاریخ کو مبنیاد بنا چاہئے نہ کہ علم معاشیات کو۔ (ایڈیٹر)

لے کیا یہ درست ہے؟ خود مضمون نگار نے اگلے پیر سے میں علماء کے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ اس کی تردید کرتے ہیں (ایڈیٹر)

سرمایہ دار حضرات دعوت کرتے ہیں نہ کوۃ مستثنیٰ قرار دیا جائے تو پھر اسلامی نظام اتنی بڑی رقم سے محروم ہو جاتا ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ ہر صاحب سرمایہ اس گنجائش سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ اس صورت حالی کے ہوتے ہوئے وہ نظام نہ کوۃ کس طرح قائم ہو گا جس سے ہم معاشرہ کا زمین آسمان بدلنے کا دعوت کرتے رہتے ہیں۔

سوال واقعی اہم اور ہمارے علمائے کرام کے گہرے غور فکر کا متقاضی ہے۔ راقم نے اپنی علمی حیثیت کے مطابق اس بارے میں مواد جمع کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش کی ہے۔ یہ مواد ایک مضمون کی صورت میں نذر ناظرین ہے۔ اگر اس میں کوئی خامی ہو تو اہل علم اس کی نشاندہی فرمائیں۔

سرمایہ کی ان بدلی ہوئی شکلوں کو نہ کوۃ مستثنیٰ کرنے کے لئے سنت نبوی کا حوالہ |
 سنّت نبوی کا حوالہ | کا حوالہ دیا گیا ہے اور تائید میں یہ حدیث پیش کی گئی ہے کہ بوجھ لادنے والے اونٹوں اور زمین میں اہل چلانے والے بیلوں پر نہ کوۃ نہیں۔ بخوار سے لفظی اختلاف کے ساتھ حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں :-

وَكَيْسٌ فِي الْحَوَالِ وَالْحَوَالِ صَدَقَةٌ -

(ترجمہ) حمل و نقل اور کام کرنے والے جانوروں پر نہ کوۃ نہیں۔

حنفی فقہ کے مشہور ماہر اسامہ الرجاہی علامہ ذیلیعی جنہوں نے ہدایہ کی تمام احادیث کی صحت و ضعف پر بحث کی ہے۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں یہ فیصلہ دیتے ہیں :-

قُلْتُ غَرِيبٌ لِهَذَا اللَّفْظِ

(ترجمہ) میں نے کہا ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث غریب ہے۔

(لصّب الایۃ للإمام الذلیلی علی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

اس کے بعد علامہ ذیلیعی نے اس حدیث کے بعض لاویوں پر کلام کیا ہے۔ اور اس حدیث کو کمزور ثابت کیا ہے۔

امام مالکؒ کو اس حدیث کی خبر تک نہ تھی | یہ تو تھی اس حدیث کے بارے میں حنفی ائمہ کی تحقیق۔ اسی کی کمزوری کی ایک دلیل یہ بھی

ہے کہ امام مالک جو امام مدینہ کے نام سے مشہور تھے ان کو اس حدیث کی خبر تک نہ تھی۔ اس لئے ان کا

مسک اس کے باطل الٹ ہے ان کے نزدیک چرنے والے اونٹوں اور عاملہ یعنی کام کرنے والے اونٹوں میں سرے سے کوئی تفریق نہیں اور ان کے نزدیک سب پر یکساں زکوٰۃ واجب ہے ان کا مسک ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

(المالکۃ) قالوا لا یشتراط فی وجوب الزکوٰۃ النعم السوم۔ فتجب الزکوٰۃ فیھا متى بَلَغَتْ نصاباً سواءً کانت سائمة ام معلوفة و لو فی جمیع السنة کانت عاملة اور غیر عاملة۔

(ترجمہ) مالکیہ کے نزدیک جانوروں پر زکوٰۃ عائد ہونے کے لئے چھ گاہوں میں چرنے کی شرط نہیں چاہیے انہیں سارا سال گھرباندھ کر کھلایا جائے یا چھ گاہوں میں چرایا جائے اور چاہے عاملہ (جن سے کام لیا جائے) ہوں یا غیر عاملہ ہوں۔ ان سب پر زکوٰۃ واجب ہے جب ان کا نصاب پورا ہو جائے۔
(الفقه علی المذاہب الاربعۃ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۷۷۷)

خیال رہے کہ امام مالک جو فقہی فیصلہ کرتے تھے اس پر مدینۃ النبی کے کم از کم ستر علماء کا اتفاق ہوتا تھا۔ اور ان کی اکثریت تابعین پر مشتمل تھی مگر اس حدیث کا کوئی وجود ہوتا تو مدینۃ النبی کے علماء کی اتنی بڑی جماعت اس سے بے خبر نہ رہ سکتی تھی۔

یہ تو ہوئی اس حدیث کی صحت کی بحث، ہمارے نزدیک
سرے سے اس بارے میں اس حدیث سے استدلال

ہی نہیں کیا جاسکتا۔ خود حنفی ائمہ نے سرمایہ کی شکل کی تبدیلی کے سلسلے میں اس سے استدلال نہیں کیا ہے انہوں نے جو فتاویٰ جاری کئے ان کے مطابق سرمایہ کی شکل کی تبدیلی کے باوجود اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ حنفی فقہ میں امام محمد شیبانی کا جو مقام ہے اس سے کون اہل علم ناواقف ہے وہ اس کے تین ستونوں میں سے ایک شمار کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں یہ فتویٰ دیا۔

رَجُلٌ دَخَلَ لِرَجُلٍ مَالًا مُضَارَبَةً، فَاشْتَرَى بِبَعْضِهِ طَعَامًا وَبِمَا بَقِيَ مِنْهُ

حَوْلَهُ لِلطَّعَامِ وَلَا يَبْنِي شَيْئاً أَوْ اشْتَرَى بِبَحْفِنِهِ رِقِيقًا وَيَبَاقِي طَعَامًا لَهُمْ
ذِكْسُوةٍ فَمَالِ الْحَوْلِ - فَعَلَى رَبِّ الْمَالِ ذِكْوَةُ رَأْسِ مَالِهِ وَحِصَّةٌ مِنَ النَّهْمِ -

(الجامع الكبير الامام محمد بن الحسن الشيباني مطبوعه مصر صفحہ ۲۱)

(ترجمہ) ایک شخص نے دوسرے شخص کو مضاربت پر کام کرنے کے لئے سرمایہ مہیا کیا۔ اس نے اس سرمائے کے کچھ حصے سے غلہ خریدا اور کچھ حصے سے اس غلہ کے حمل و نقل کے لئے جانور خریدے اور اس نے کوئی نیت نہیں کی۔ یا اس نے کچھ مال سے غلام خریدے اور کچھ مال سے ان کے کھانے پینے کا سامان اور پہننے کے کپڑے سال گزرنے پر صاحب سرمایہ کو اپنے اصل سرمائے اور اس سے حاصل شدہ منافع دونوں پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

یعنی سرمایہ کی بدلی ہوئی شکل کو بھی امام محمد نے نقد سرمایہ ہی شمار کیا۔

اس کے برعکس ہمارے علماء مذکورہ بالا حدیث سے غلط استدلال کے ذریعے اصل سرمائے پر تو زکوٰۃ معاف کر دیتے ہیں اور صرف منافع پر اسے عائد کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

ان تفصیلات سے حقیقت واضح ہو کر سامنے آگئی کہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے سرمایہ کی بدلی ہوئی شکلوں مثلاً رہائشی قطععات، عمارتوں، بسوں، ٹرکوں اور زرعی اراضی کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے وہ حدیث خود حنفی ائمہ کے نزدیک کمزور ہے۔ اور مدینۃ النبی جو احادیث نبویہ کا منہج تھا وہاں کے علماء کی بہت بڑی جماعت کو اس کی خبر تک نہ تھی بطف یہ ہے کہ خود حنفی ائمہ نے اس بارے میں اس حدیث سے سرے سے استدلال ہی نہیں فرمایا بلکہ ان کے نزدیک سرمایہ کی ہر بدلی ہوئی شکل پر نقد سرمایہ کی طرح زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

جہاں تک تیسری مثال یعنی زرعی اراضی کا تعلق ہے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری قسم کے واضح احکامات موجود ہیں، جن کی تفسیر کوئی غیر کاشت کار ان اراضی کو سرے سے خرید ہی نہیں سکتا۔ یہ صرف اس کا حق ہے

زرعی اراضی کی خرید

لہ استدلال صحیح نہیں ہے یہ تو بال تجارت پر زکوٰۃ کا مسئلہ ہے۔ موضوع زیر بحث سے اس کا کوئی تعلق نہیں (ایڈیٹر)

جو اس میں خود کاشت کاری کر سکے۔ مدینۃ النبی میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد بہت سے صحابہ کرام کے پاس اپنی کاشت سے فاضل زرعی زمینیں تھیں۔ جسے دوسرے کاشت کاروں کو بٹائی پر دے دیا جاتا تھا۔ چونکہ یہ معاملہ سودی کاروبار کی ایک شکل تھا اس لئے سود کی حرمت کے بعد حضور صلعم نے اس معاملے کو سود قرار دیتے ہوئے اس سے منع فرما دیا۔ اور منع بھی کوئی معمولی الفاظ میں نہیں بلکہ نہایت ہی سخت لہجے میں ملاحظہ فرمائیے:-

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کُم یذہب الغنایہ فلیأخذ بحرب من اللہ ورسولہ

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بٹائی چھوٹنے پر تیار نہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جاتے۔

(سنن ابوداؤد جلد ۳ مطبوعہ مطبعۃ السعادتہ مصر صفحہ ۳۵۷)

اور اسی سنن ابوداؤد میں حضرت رافع بن خدیج کی ایک روایت ہے جس میں حضور صلعم نے بٹائی کے اس معاملے کو سود قرار دیا ہے:-

اس وقت بہت سے صحابہ کرام کے پاس فاضل زمینیں تھیں جب حضور صلعم نے دوسرے کاشت کاروں کو بٹائی پر دینے سے منع کر دیا تو ان صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ اپنی نائدا راضی کو فروخت کر دیں۔ رسول اکرم نے اسے بیچنے سے بھی منع فرما دیا اور ترغیب دی کہ غریب بھائیوں کو مفت دے دیں۔

ارشاد نبوی ملاحظہ ہو:-

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ كَانَ لَهُ ارْضَى فَلْيَنْزِعْهَا
أَوْ لِيَنْمُحْهَا إِخَاهُ - فَإِنَّ أَبَى فُلَيْمِثٍ أَرْضَهُ

(ترجمہ) آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس (فاضل) زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے لیکن اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کرے تو پھر اپنی

زمین کو روک رکھے۔

(نیل الاوطار تالیف علامہ شوکانی مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۹۵)

صحابہ کرام نے اس بارے میں باسبا آپ کی رائے دریافت کی اور آپ نے ہر بار یہی جواب دیا۔ آپ نے بیچنے کی مطلق اجازت نہ دی اور اظہارِ نالافتگی کے طور پر فرمایا کہ وہ اپنی زمین کو روک رکھے اور پھر جن لوگوں نے زمین روک رکھی ان کے بارے میں یہ فیصلہ سنا دیا کہ جو شخص تین سال تک زمین کو کاشت کئے بغیر چھوٹے رکھے گا اس کے حقوق ملکیت خود بخود ختم ہو جائیں گے اور کوئی دوسرا ضرورت مند اس سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ (ملاحظہ ہو کتاب الاموال لابن عبد مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۰)

چنانچہ ان شرعی احکام کی روشنی میں فاضل سرمائے سے ندعی اراضی تو سرے سے خریدی ہی نہیں جاسکتی۔ ہاں دوسری چیزیں جن کا ذکر مثال نمبر ایک اور دو میں کیا گیا ہے وہ خریدی تو جاسکتی ہیں لیکن زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے وہ بھی نقد سرمایہ شمار ہوں گی جیسا کہ معاشیات کا مسلمہ اصول ہے۔ اور جس کی تائید کے لئے ہم نے شریعت اسلامی سے صفحات گزشتہ میں حوالے پیش کئے ہیں۔

